Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳	منگل - ۲۲ - محرم الحرام ۱۴۱۴ھ، ۱۳ - وفا ۱۳۷۲ہش، ۱۳ - جولائی ۱۹۹۳ء	نمبر ۱۵۵

قول و فعل میں مطابقت

اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ مورد غضب الٰہی ہو گا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہو گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علومِ جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدّوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہلِ دل اور اہلِ ذکر کے پاس بیٹھنے کا اُن کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے۔ وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور (دینِ حق) سے دُور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ اُن علوم کو (دینِ حق) کے تابع کرتے۔ اُلٹا (دینِ حق) کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سُود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفّل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ۴۳)

اعلان داخلہ برائے سال اوّل

نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ میں سال اوّل کے داخلے مندرجہ ذیل شیڈول کے مطابق ہونگے۔

۱۔ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۱۸، جولائی ۱۹۹۳ء

انٹرویو میڈیکل گروپ ۱۹، جولائی ۱۹۹۳ء

" نان میڈیکل گروپ ۲۰، جولائی ۱۹۹۳ء

داخلہ فارم و پراسپکٹس دفتر نصرت جہاں اکیڈمی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں داخلہ کے خواہش مند طلباء فوری دفتر سے رابطہ کریں۔

پرنسپل

نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

متکبّر کی مثبت صلاحیتیں چھین لی جاتی ہیں

از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

"وہ لوگ جو نظام جماعت کو اس آیت اور اسی قسم کی دوسری آیات کا مفہوم سمجھتے ہوئے خدا کے دو ہاتھوں کی تخلیق سمجھتے ہیں وہ نظام جماعت کے سامنے کبھی تکبّر سے کام نہیں لیتے اور ہمیشہ اطاعت یعنی سجدہ کرتے ہوئے ان راہوں پر چلتے ہیں جو راہیں خود اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقیات کے لئے مقرر فرما رکھی ہیں اور وہ لوگ جو اپنی انانیت کا شکار ہوتے ہیں ان کے اندر ایک شیطان ہے جو سر اٹھاتا ہے اور کہتا ہے' کہ نظام جماعت کا یہ نمائندہ اس کی کیا حیثیت ہے۔ اس جاہل کو تو تلاوت بھی صحیح نہیں آتی۔ اس کو تو فلاں کام ٹھیک نہیں آتا۔ اس میں فلاں کمزوری ہے۔ اور ہم صاحب علم ہیں۔ ہمیں فلاں فلاں فضیلتیں حاصل ہیں۔ اس کی قوم یہ ہے۔ ہماری قوم یہ ہے ہمارے ساتھ جتھہ ہے اس کے ساتھ جتھہ کوئی نہیں۔ ہمیں اکثر لوگوں نے ووٹ دیا ہے اور آپ ان دو ووٹوں کو نظر انداز کر کے اس کو چن رہے ہیں جس کو چند آدمیوں نے ووٹ دیا تھا۔ ہم افضل ہوئے کہ یہ افضل ہوا۔ اس لئے ہم اپنے سے ادنیٰ کی اطاعت نہیں کریں گے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں تو اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں اور ان کی تمام وہ صفات جن پر بنا کرتے ہوئے وہ تکبّر کا اظہار کرتے ہیں ان کی مثبت صلاحیتیں ان سے چھین لی جاتی ہیں۔ اب ان کا وجود محض نقصان رساں وجود ہے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے لوگ نظام میں اپنا جتنا وقت خرچ کرتے ہیں ہمیشہ منفی سوچیں رکھتے ہوئے نظام کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنی کچلی ہوئی انانیت کا بدلہ لینے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

پس وہ سانپ، جس نے کہا جاتا ہے کہ آدم اور حوّا کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو ڈسا تھا۔ یعنی روحانی طور پر ڈسا تھا اور بائیبل کے بیان کے مطابق چاپلوسی کی باتیں کر کے ان کو گمراہ کیا۔ وہ سانپ دراصل انانیت کا ہی سانپ ہے اور ہر انسان میں موجود ہے۔ جب اس کو موقع ملے گا یہ سر اٹھائے گا اور ڈسے گا اور اس کو موقع دینا یا نہ دینا ہر بندے کے اختیار میں ہے۔ پہلے وہ انسان (۔) ہو جس کے اندر یہ سانپ موجود ہے۔ پھر اس کے سانپ کو یہ توفیق ہی نہیں مل سکتی کہ وہ اسے ڈسے۔ پہلے وہ آدم کو سجدہ کرے تو اس کے اندر کا سانپ مجبور ہو گا کہ اس کے تابع رہے ورنہ یہ سانپ ضرور سر

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳۔ وفا ۱۳۷۲ ہش — ۱۳۔ جولائی ۱۹۹۳ء

غریب ــ اور دل کے غریب

ویسے تو غربت اس بات کا نام ہے کہ انسان اپنی ضروریاتِ زندگی پوری نہ کر سکے۔ لیکن غربت ہے ایک نسبتی چیز۔ اور اس کا احساس تو بہت ہی زیادہ نسبتی ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ کوئی شخص غریب ہو بھی اور پھر بھی اپنے آپ کو غریب نہ سمجھے یا غریب نہ بھی ہو تو غربت کے احساس تلے دبا رہے۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ غربت کو پسند کوئی نہیں کرتا۔ اپنی غربت کو دُور کرنے کی مقدور بھر کوشش کی جاتی ہے۔ اور اب تو عالمی طور پر بھی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ غربت کو دُور کیا جائے۔ اعداد و شمار پیش کئے جا رہے ہیں کہ دنیا بھر میں کتنے لوگ غریب ہیں اور ان کی غربت کی کیفیت کیا ہے۔

لیکن غریب اور دل کے غریب میں فرق ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ جہاں غربت کو ناپسند کیا جاتا ہے وہاں دل کے غریب ہونے کو ایک اخلاقی اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ دل کے غریب کو سب پسند کرتے ہیں۔ اور سب ہی کیا اسے تو خدا بھی پسند کرتا ہے۔ اور اس سے بڑی خوش قسمتی کسی کی کیا ہوگی کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں پسندیدہ ہو جائے۔ گویا کہ وہ خدا کا ہو جائے اور خدا اس کا ہو جائے۔ دل کے غریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے پاس سب کچھ ہو اور اس سب کچھ کو وہ صرف اپنا نہ سمجھے بلکہ سب کا سمجھے۔ اپنی ضروریات تو پوری کرے ہی۔ دوسروں کی ضروریات کا بھی خیال رکھے۔ کسی کو حقیر نہ جانے سب کو اپنے برابر سمجھے۔ اور سب سے اسی طرح پیار کرے۔ جس طرح وہ اپنی ذات سے کرتا ہے۔ اس دل کی غربت کے ساتھ انسان کے دل میں حلیمی بھی پیدا ہوتی ہے اور سلیمی بھی یعنی وہ حلیم بھی ہوتا ہے اور سلیم بھی۔ اور یہی بات ہے جو اسے ہر قسم کی برائی سے بچاتی ہے۔ اور ہر شر سے محفوظ رکھتی ہے۔ وہ کسی کی راہ میں روڑا نہیں بنتا۔ اور خدا تعالیٰ کسی اور کو اس کی راہ میں روڑا نہیں بننے دیتا۔ اس کی زندگی آرام سے گذرتی ہے۔ اور وہ دوسروں کے لئے امن و امان کی راہیں کھولتا ہے۔

دولت سے بھی مل جاتا ہے پیار اپنے خدا کا
غربت سے بھی دیتے ہیں ثبوت اپنی وفا کا
دراصل نہ غربت ہے کوئی چیز نہ دولت
کام آتا ہے دِل جبکہ یہ طالب ہو رضا کا

ابوالاقبال

لُوٹے ہوئے عہد و پیماں کے غمناک فسانے رہنے دو
جو ہونا تھا سو ہو کے رہا اب حیلے بہانے رہنے دو

آنکھوں کو شکایت کیوں ہوگی کس منہ سے کرے گا دل شکوہ
ہے دیدۂ دل میں تاب کہاں، پردوں کے بہانے رہنے دو

آؤ کہ ہم اب مل جل کے نئی دُنیا کی نئی تعمیر کریں
گرتے ہوئے محلوں کی بیتی عظمت کے فسانے رہنے دو

یہ قصّہ لالہ و گل کب تک، اب تیغ و سناں کی بات کرو
یہ دار و رسن کی محفل ہے جینے کے ترانے رہنے دو

ہر لمحہ بدلتی دنیا کی تیکھی چتون کو پہچانو!
یہ جام و سبو، یہ ساغر و صہبا یہ پیمانے رہنے دو

اے اہلِ خرد یہ فہم و ذکا صد بار مبارک ہو تم کو
میں اور مرا دل دیوانے ہم کو دیوانے رہنے دو

نسیم سیفی

اپنے اعمال کا محاسبہ کرو

"ضرور یاد رکھو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے اور مکر و فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے۔ وہ اس آخری ساعت میں اس کے ساتھ نہ جائیں گی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائے گا۔ بادشاہوں کی بادشاہت، امیروں کی امارت، دوستوں کی دوستی، کنبہ، گھر، پڑوس، گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہ جاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں پر غور کرو اور موت کی آنے والی اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو اور اس خیال کے ساتھ ہی کل کا فکر آج کرو اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کر لو۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

حضرت منشی ظفر احمد صاحب

ایک اور شمع گل ہوئی۔ ایک روشن چراغ نے نور بکھیرا۔ اندھیرے سمٹ گئے۔ ایک چکا چوند ہوئی۔ روشنی ایک ملک میں نہیں بلکہ پچاس سے زائد ملکوں تک پھیل گئی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اس نظریہ پر کہ عربی ام الالسنہ ہے۔ پچاس مہر تصدیق ثبت ہوئیں۔ ایک لاغر۔ دبلے پتلے عام سے نظر آنے والے مگر ایک متبحر عالم نے ایسا کارِ نمایاں کر دکھایا۔ جو ایک بہت بڑی اکیڈمی بیسیوں سالوں کی محنتِ شاقہ کے بعد پیش کر سکتی ہے۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب نے پچاس سے زائد زبانوں پہ تن تنہا تحقیق کی۔ کتنی مشکل بات ہے اتنی بہت سی زبانوں کا سیکھنا، سمجھنا ان کے الفاظ کی جڑوں تک پہنچنا اور پھر یہ ثابت کرنا کہ یہ الفاظ یا ان کی روٹس ROOTS عربی سے مستعار لی گئی ہیں۔ بعد میں ان کی ہیئت کذائی بدلتی رہی۔ ایک زبان سیکھنا ہی کوئی آسان کام نہیں کجا یہ کہ پچاس زبانوں پہ مہارت حاصل کی جائے۔ مگر یہ اولوالعزم باحوصلہ مرد پیرانہ سالی۔ اپنی بدنی کمزوری کے باوجود میدان میں اتر آئے اور لسانیات کی دنیا میں وہ کچھ کر دکھایا جو آج سے قبل کوئی بھی ماہر السنہ نہ کر سکا۔ پچاس زبانوں پہ دسترس۔ ان کے الفاظ کی گہرائی تک پہنچ۔ ان کا عربی کے ساتھ تعلق کا ثبوت۔ یہ ایسا کام ہے جو نہ صرف سخت محنت شاقہ کا محتاج ہے بلکہ اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ ایک فاضل اجل۔ ایک عالم بے بدل ایک ماہر لسانیات ذوق و شوق سے یہ تحقیقی کام کرتا چلا جائے راقم کو حضرت شیخ صاحب کی الماریوں میں جھانکنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک خزانہ رکھا تھا۔ ایک بے بہا خزانہ جو ابھی تک مستور ہے۔ حضرت شیخ صاحب نے میری درخواست پر فرمایا کہ وہ ان مسودات کو چھپوانے کی استطاعت نہیں رکھتے مگر کسی دوسرے کا احسان لینے کو بھی تیار نہیں۔ کیا علمیت ہے مگر کیا وضعداری اور عزت مندی بھی۔ آیئے اس بہت بڑے عالم کو کام کرتا ہوا دیکھیں اپنے آرائش و سہولیات سے ناآشنا دفتر میں ایک معمولی سی دھوتی باندھے کتابوں پہ جھکے ہوئے ہیں اور پھر قلم برداشتہ لکھے چلے جا رہے ہیں۔ سال پہ سال بیتتے چلے گئے مگر نہ موسمِ سرما کی شدت نہ موسم گرما کی تلخی ان کے ذوق و جذبہ پہ اثر انداز ہو سکیں۔ وہ لکھتے چلے گئے۔ ایک انبار لگ گیا۔ الماریاں بھر گئیں۔ مگر آخر قلم رک گیا۔ ایک شاعر۔ ایک محقق۔ ایک (ـــــ) ۔ ایک اعلیٰ منتظم۔ ایک ہمدرد و شفیق راہنما ہم سے جدا ہو گئے۔

مگر ایک ایسی یادگار چھوڑ گئے جو جب منصۂ شہود پہ آئے گی تو لسانیات کی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دے گی۔ حق مغفرت کرے "بے مثال" مرد تھا۔

یہ تھے حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب جن کی تربت پہ چند عقیدت کے پھول رکھنے کو جی چاہا۔ مگر مجھے تو لکھنا ہے ان کے والدِ محترم حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے متعلق۔ ایک عظیم باپ جنہوں نے احمدیت کو ایک عظیم بیٹا دیا۔ آیئے ان کے والد محترم سے بھی ملاقات کریں۔ اس ملاقات کے لئے ہمیں کپورتھلہ تک جانا ہوگا۔ اس زمانے کے ایک نسبتاً چھوٹے شہر تک۔ مگر اس جگہ نے تاریخ احمدیت میں ایسا نام پیدا کیا کہ اسے بھلایا نہیں جا سکے گا۔ اس شہر میں اور دوستوں کے علاوہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب بھی مقیم ہیں آپ کے مکان پر مہمانوں کی اکثر چہل پہل رہتی ہے۔ مہمان وارد ہوئے تو آپ کا چہرہ کھل اٹھا۔ فرطِ مسرت سے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے مہمانانِ گرام کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ ان کی آمد پہ خاص کھانے پکوانے کا گھر میں پیغام بھیجا اور ان کو ساتھ لئے ہوئے بیتِ احمدیہ کو چل دیئے۔ اور پھر وہاں ان معزز مہمانوں کی محفل میں ایک کیف و سرمستی کے عالم میں گھنٹوں گذر جاتے۔ موضوعِ سخن اکثر ایک ہی ہوتا۔ یعنی ایک پیارے کی پیاری بستی اور ان محسن و مشفق کی پیار کی باتیں یوں معلوم ہوتا کہ سب ہی ان حسین یادوں اور ان پیاری باتوں میں کھو گئے ہیں۔ ایک مستی کی سی کیفیت۔ ایک سرور کا عالم۔ آنکھیں پرنم بھی ہیں اور یادوں کے جھروکوں سے چھن چھن کے آتے ہوئے نور سے روشن بھی۔ ان کے ایک قریبی دوست حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب جب اس طرف آ نکلتے تو پھر ان رفقاء کی محویت کا کچھ اور ہی عالم ہوتا۔ یہ عاشقان زار و قطار رو بھی رہے ہوتے اور بعض باتوں کا ذکر کر کے ایک راحت ایک انبساط بھی محسوس کرتے۔ خوشی سے پھولے نہ سماتے اور ایسا کیوں نہ ہو باتیں ہی اتنی پیاری ہوتیں۔ اور باتیں پیاری کیوں نہ ہوں جب کہ یہ ایک پیارے کی محفل میں گذارے ہوئے لمحات کی پرلطف یادیں ہوتیں۔

منشی صاحب اس کپورتھلہ کے باسی تھے جس نے یہ اعزاز پایا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس جگہ کے رفقاء کو لکھ بھیجا۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح خدا نے ہمیں اس دنیا میں اکٹھا رکھا ہے۔ اسی طرح اگلے جہان میں بھی کپورتھلہ کی جماعت کو میرے ساتھ رکھے گا۔" یہ خلعت یہ اعزاز ان بزرگوں کو اس لئے ملا کہ وہ رہتے تو کپورتھلہ میں تھے۔ مگر یوں کہ گویا کپورتھلہ قادیان کا ایک محلہ ہو۔ جب جی چاہا اٹھے اور سوئے قادیان روانہ ہو گئے۔ اس محبوب ہستی سے ملنے میں دیر ہوئی تو سب کام چھوڑ چھاڑ قادیان کا رخ کر لیا۔ نوکری پیشہ ہیں۔ ملازمت کی پابندیاں بھی ہیں مگر فراق دوست ناقابل برداشت ہے۔ طبیعت میں جب بھی بے کلی محسوس کی دیوانہ وار بھاگتے ہوئے اس بستی میں جا پہنچے تا علم و عرفان کی محفلوں سے بہرہ مند ہوں۔ روح پرور کلام سنیں۔ اور ایک نیا جذبہ جگائیں اور پھر وہ چند روز جو اس دیارِ محبوب سے دور گذریں ان میں حسین یادوں کو تازہ کرتے رہیں۔ دوستوں سے بھی ذکر ہو۔ انہیں بھی مستفید کریں اور خود بھی مسرور ہوں۔

ایک بار یوں ہوا کہ حضرت منشی صاحب کا دل اچاٹ ہوا۔ قادیان نے پکارا اور آپ چل دیئے بغیر یہ سوچے کہ جیب میں کتنے پیسے ہیں یا ساتھ کپڑوں کا جوڑا بھی لے جانا چاہیئے۔ وہاں پہنچے تو اپنے آقا کی محفلوں میں ایسے مسحور ہوئے کہ رخصت ہونے کو جی نہ چاہا۔ حضور بھی یہی چاہتے کہ ان کے دوست جلد رخصت نہ ہوں۔ کچھ اور قیام رہے کچھ اور مل بیٹھیں۔ رفقاء سے باتیں کرنے کا مزید موقعہ ملے۔ سو حضور نے ٹھہرنے کو کہہ دیا۔ تعمیل ارشاد تو ایک خوشکن امر تھا۔ یہ بات قطعاً اہم نہ تھی کہ یار جاتے ہیں یا نہیں۔ اب ایک ہی کپڑوں کا جوڑا ہے جس پہ چند دنوں میں گرد جمنا شروع ہو گئی۔ یہ بھی ناگوار ہے کہ کپڑے گرد آلود اور میلے کچیلے ہیں۔ مگر اور تو ہیں نہیں۔ مسئلہ گھمبیر ہو رہا ہے۔ ایک دوست کے سامنے مسئلہ پیش کیا۔ انہوں نے حضور سے اجازت لینے کا مشورہ دیا مگر ایسا ہرگز قابل قبول نہیں۔ آخر طے یہ ہوا کہ ایک دوپہر کو آپ دھوتی باندھے گھر میں ہی مقیم رہیں اور کپڑے دھلوا دیئے جائیں۔ چلیئے دو تین روز ٹھیک گذر سکتے ہیں۔ مگر ابھی تو رخصت ہونے کو جی نہیں چاہ رہا نہ ادھر سے اشارہ مل رہا ہے اس لئے پھر ان محفلوں میں مگن ہو جاتے ہیں۔ علم و عرفان کے موتی سمیٹنے لگ جاتے ہیں مگر لباس تو پھر میلا ہو رہا ہے۔ اب کے محترم عرفانی صاحب چپکے سے ایک جوڑا سلوا دیتے ہیں۔ مگر منشی صاحب دوست کا احسان لینے کو تیار نہیں۔ بصد مشکل راضی ہوتے ہیں۔ چلیئے اب تو ان پیاری محفلوں سے تسلی اور اطمینان سے مستفید ہوا جا سکتا ہے۔ اب تو جب تک جی چاہے اس محبوب چہرے کی زیارت کی جا سکتی ہے ان لبوں سے جھڑتے ہوئے پھول اکٹھے کئے جا سکتے ہیں

ایک دفعہ یوں ہوا کہ دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ قادیان اور اس محبوب ہستی کی یاد کچھ اس انداز سے محسوس ہوئی کہ مسلیں الماری میں بند کیں اور قادیان کو چل دیئے۔ وہاں پہنچ گئے تو سب دنیاوی جھنجھٹوں سے آزاد ہو گئے۔ ایک روز گذرا۔ دوسرا بھی بیت گیا۔ واپس نوکری پہ تو جانا ہے۔ فائلیں ان کی الماری میں بند پڑی ہیں کسی وقت بھی حاکم طلب کر سکتا ہے۔ حضور سے اجازت چاہی مگر آپ نے فرمایا ابھی ٹھہریں پھر حضرت منشی صاحب نے دوبارہ عرض کرنا مناسب ہی نہ سمجھا۔ کون چھوڑ کر جائے ان پیاری محفلوں کو۔ دن یہ دن گذرتے گئے۔ ایک مہینہ بیت گیا۔ افسر کے سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں محویت کا یہ عالم ہے کہ نہ نوکری چھٹ جانے کا خیال ہے نہ کسی بازپرس کا خوف۔ آخر ایک نہایت سخت خط آیا۔ جو منشی صاحب نے حضور کے سامنے پیش کر دیا۔ حضور نے فرمایا لکھ دو آنا نہیں ہوتا۔ سو ایک ماہ اور گذر گیا آخر حضور نے ایک روز خود ہی اجازت مرحمت فرما دی۔ واپس پہنچے۔ سیدھے لالہ ہرچرن داس مجسٹریٹ کے مکان پہ گئے۔ دو ماہ سے غیر حاضر ایک سرکاری اہلکار اپنے افسر کے سامنے پیش ہو رہا ہے مگر نہ خوف ہے نہ خدشہ۔ اطمینان قلب ہے اور توکل علی اللہ ہے۔ لب پہ دعائیں ہیں اور چال میں ٹھہراؤ۔ افسر شاید ان کی آمد سے قبل پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ مگر اس پاکباز انسان کی معصومیت کا کچھ ایسا رعب پڑا ان زیرِ لب دعاؤں نے کچھ ایسا اثر دکھایا

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان
۱۱۔ جون ۱۹۹۳ء

ڈان ۱۱۔ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں نذرہ سید کراچی سے لکھتی ہیں:

جب بے نظیر بھٹو کی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی گئی تھی تو ہارس ٹریڈنگ کی اصطلاح قومی پریس میں عام طور پر استعمال ہونے لگی تھی اس وقت سے لے کر اب تک یہ اصطلاح خاصی وسیع حلقے میں استعمال کی جا رہی ہے نہ صرف قومی پریس میں بلکہ عوام الناس بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ہمارے سیاسی سسٹم کا معروف فیچر بن گئی ہے البتہ چونکہ یہ ایک مہذب جانور کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جو اپنے مالک کا بہت زیادہ وفادار ہوتا ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک معزز جانور کی ہتک کرنے کے مترادف ہے کیونکہ جن لوگوں کے لئے یہ اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ اس عظیم جانور کا مقابلہ نہیں کر سکتے کنسائز آکسفورڈ ڈکشنری میں ہارس ٹریڈنگ کے ہارس اور شریوڈ (عقلمندانہ طور پر ہوشیار) کے معنے درج ذیل ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ کے معنے ہیں گھوڑوں کا کاروبار کرنا۔ عقلمندانہ ہوشیاری سے خرید و فروخت کرنا۔ ہارس کے معنی ہیں سخت پاؤں (HOOF) کا جانور جس کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں اور جس کی گردن پر بڑے بڑے بال ہوتے ہیں اور اسی طرح دم بھی۔ جسے بار برداری کے جانور کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح سواری کے لئے اور جنگ میں بھی۔

شریوڈ ۔ یعنی عقلمندانہ ہوشیاری کے معنے ہیں SENSIBLE ۔

ایک عام آدمی کے لئے ہارس ٹریڈنگ کا مطلب ہے گھوڑوں کا عقلمندانہ کاروبار اور عقلمندانہ کاروبار کا مطلب ہے کہ ایسا کاروبار جسے معقول کہا جا سکے، عقلمندانہ کہا جا سکے، عادلانہ کہا جا سکے، اور تیزی عقل کا مظاہرہ کہا جا سکے۔ برا کہا جا سکے۔ اور شرارت پسندانہ، جبکہ گھوڑا جیسا کہ سب جانتے ہیں ایک چار پاؤں والا جانور ہے جسے بار برداری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور سواری کے لئے بھی۔ البتہ یہ اصطلاح جب ہمارے ملک میں سیاست کے سلسلے میں استعمال کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں غیر معقول ہونے کا عنصر ہے۔ کیونکہ جس چیز کو خریدا اور فروخت کیا جاتا ہے وہ چار پاؤں والی نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایک لادو جانور ہے اگرچہ یہ اور بات ہے کہ اس پر سواری کی جا سکتی ہے لیکن یہ پسندیدہ بات نہیں ہے اور ضروری بھی نہیں ہے اس کے علاوہ جہاں تک خرید و فروخت کا تعلق ہے یہ عقلمندانہ نہیں ہے لیکن ہاں، اس میں عقل کی تیزی درکار ہوتی ہے برے ارادے اور شرارت بھی اور یہ چیز ایسی ہے جو لادو جانور نہیں ہے لیکن وہ سونے کا جانور ضرور ہے البتہ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ سب عقلمند اور وفادار جانور ہیں یہ بالکل اپنے آقا کے لئے سیدھے چلنے والے ہیں لیکن ہمارے ملک میں جو چیز خریدی جاتی ہے اور بیچی جاتی ہے اور جس کا تعلق ہارس ٹریڈنگ سے ہے اس کا گھوڑے کے پاؤں سے بھی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا گھوڑا جو کہ ایک عظیم جانور ہے اس لئے میں حیران ہوں کہ یہ اصل اصطلاح کیا ہے جسے خرید و فروخت کے لئے اس سیاسی مال کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یعنی اس اصطلاح کی اصل حقیقت کیا ہے دیکھئے پہلی اصطلاح جو میرے ذہن میں آئی وہ یہ تھی کہ ڈنکی ٹریڈنگ یعنی گدھوں کی خرید و فروخت البتہ فوری طور پر میں نے اس غریب لادو جانور کا خیال کیا جو ہمیشہ اپنے مالک کے کوڑے کھاتا رہتا ہے باوجود اس کے اپنے آقا کو ہر قسم کا آرام دیتا ہے اسے ہمیشہ برا بھلا کہا جاتا ہے اس کی ذلت کی جاتی ہے۔ اسے سزا دی جاتی ہے حالانکہ اس کی اپنی ذاتی کوئی غلطی نہیں ہوتی اور اسے ہمیشہ کم خوراک دی جاتی ہے جس مال کا میں ذکر کر رہا ہوں اسے تو کم خوراک نہیں دی جاتی بلکہ ضرورت سے زیادہ خوراک دی جاتی ہے آکسفورڈ ڈکشنری بھی یہ کہتی ہے کہ ایک بے وقوف شخص جیسا کہ گدھا۔ دیکھتے دیکھتے جس مال کا میں ذکر کر رہی ہوں وہ بے وقوف نہیں ہے اور نہ ہی اس میں گدھے کی سی صفات ہیں اس لئے میں نے یہ خیال ترک کر دیا ہے کہ اس چیز کو ڈنکی ٹریڈنگ کہوں۔ گدھوں کی خرید و فروخت۔ میں اب ایک اور اصطلاح پر چل پڑتی ہوں جس میں خرید و فروخت کی جاتی ہے لیکن ذرا صبر کیجئے۔ کتا ایک ایسا جانور ہے جو کسی کو اپنے آقا پر حملہ نہیں کرنے دیتا۔ یہ بہت زیادہ وفادار ہے تمام جانوروں میں سے سب سے زیادہ وفادار ہے اور یہ انتہائی ناانصافی ہوگی اس وفادار جانور کے ساتھ کہ اس کا اس حال کے ساتھ مقابلہ کیا جائے جو سیاست میں پاکستان میں خریدا اور بیچا جاتا ہے اس لئے میں اس اصطلاح کو بھی ترک کرتی ہوں کچھ عرصے کے لئے ہماری ثقافت اور ہماری روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے الو کے متعلق سوچا اوہ! ایسا بھی نہیں الو خودکشی تو کر لے گا الو اگر بالکل ایسی حالت میں ہو تو وہ یقیناً خودکشی کر لے گا۔ آخر کار میں یہ سوچتی ہوں کہ اب بات بن گئی ہے۔ ہمارے معاشرے میں اور ہماری ثقافت میں اور اسی طرح ہمارے مذہب میں بھی جہاں تک سور کا تعلق ہے یہ سب سے برا جانور سمجھا جاتا ہے وہ سب سے کم درجہ کا جانور گنا جاتا ہے۔ پس میں جانتی ہوں کہ میں نے جواب تلاش کر لیا ہے اور سب سے زیادہ مناسب اصطلاح (ڈگ ٹریڈنگ) جب ہمارے لیجسلیچر کے اراکین اپنی وفاداریوں کا سودا کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہی مثال صادق آ سکتی ہے۔

Horse trading

WHEN the motion of no confidence was moved against the then government of Benazir Bhutto, the term "horse trading" was commonly introduced in the national Press. Since then it is being widely used not only in the national Press but among commoners as well. It has become a popular feature of our political system.

However, as the term includes a very noble animal, who is very faithful to his owner, I consider it as an insult to the noble mammal, because the persons for whom it is used, are no comparison to this great animal.

In the *Concise Oxford Dictionary*, horse trading, horse, and shrewd have the following meanings:

Horse trading: dealing in horses, shrewd bargaining.

Horse: solid-hoofed herbivorous quadruped with flowing mane and tail, used as beast of burden and draught, and for riding on, cavalry.

Shrewd: Sensible, astute, judicious, sharp, malicious, mischievous.

For a layman horse trading means, dealing in horses with shrewd bargaining and shrewd bargaining means, bargaining which is sensible, sagacious, judicious, sharp, malicious and mischievous; while horse, as every one knows, is a four legged animal, which is used as beast of burden and draught, and for riding.

However, this term, with reference to politics in our country appears to be without any sense, because the commodity which is being bought and sold is neither four-legged nor it is a beast of burden, though it is different that riding on it is not only desirable but it is necessary. Moreover, the bargaining involved in it is neither sensible nor judicious, but yes, it is sharp, malicious and mischievous and the commodity is not a beast of burden but it is the beast of gold.

Horses, as we all know, are very sensible and faithful animals. They are upright for their owners but the commodity which is being bought and sold in our country in the name of horse trading does not even compare to the hoofs of the great animal. As such I am in a quandary over the exact term which may be used to define the trading of this political commodity which is being bought and sold in Pakistan politics.

Well, the first term which came to my mind was donkey trading. However, immediately I thought of the poor beast who is always a prey of its master's whip. Inspite of providing every comfort for its master, it is always degraded, humiliated and punished for no fault of its and it is often under fed! The commodity which I am referring to is not under fed but it is over fed. The Oxford Dictionary also defines a stupid person as a donkey. Well, well! the commodity I am referring to is not a stupid person nor it has any quality of a donkey, so I have dropped the idea of mentioning it as donkey trading.

I would now think another term viz., dog trading. but wait! Dog is such an animal which would not allow any one to attack its master. It is the most faithful of all animals and it would be great injustice to this faithful animal to compare it with the commodity involved in political trading in Pakistan. As such I drop even this term of dog trading.

For a while, with reference to our culture and traditions I thought of the owl. Oh no! the owl would commit suicide if it finds itself in the same bracket.

Finally, I think I have got it. In our society and culture and so also in our religion, pig is considered to be the worst animal. It is believed to be the lowliest of all the animals.

So I know I have found the answer and the most appropriate term ('pig trading') for trading of loyalties by our legislators.

MRS NAZRA SAYED
Karachi

DAWN FRIDAY, JUNE 11, 1993

ڈان
۲۸۔ جون ۱۹۹۳ء

عطاء اللہ ضیاء ڈان ۲۸، جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں کہتے ہیں:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نے وفاقی وزیر خزانہ سرتاج عزیز کو قومی اسمبلی میں بجٹ پیش کرتے ہوئے سنا ہے اور ان کی پریس کانفرنس کی رپورٹیں اور ان پر تبصرے بھی پڑھے ہیں۔ مجھے اس بات کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ ایک اچھی سمجھ بوجھ والے ٹیکنوکریٹ ہونے کے باوجود ہماری اقتصادی ترقی کی تاخیر کے لئے جو وجوہات ہیں۔ ان پر کیوں توجہ نہ دے سکے۔

مسٹر نواز شریف قوم کو بار بار بتاتے رہے ہیں کہ پاکستان ۲۱ ویں صدی میں یقین اور اعتماد کے ساتھ داخل ہو رہا ہے۔ اس لئے میں یہ امید کرتا تھا کہ قوم کے سامنے ایک انقلابی بجٹ رکھا جائے گا۔ آپ کا بجٹ یقیناً انقلابی بجٹ نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اگر پاکستان بین المملکتی موٹر وے وقت کے اندر اندر مکمل کر لے اور اسے مسلمہ عالمی بندرگاہ گوادر کے ساتھ منسلک کر لے تو ہمارے ملک کو ہر سال ۵۴۰ ہزار ملین روپے باربرداری کے حصے سے ملیں گے جو کہ سابقہ سوویٹ یونین کے ممالک سے بحر ہند اور بحیرہ عرب کو برآمد کی جائیں گی اسکا اور کوئی متبادل نہیں ہو سکتا۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ سب سے چھوٹا راستہ ہو گا صرف اسی ایک ذریعے سے حاصل کی جانے والی رقم ہمارے بجٹ کی کل رقم سے زیادہ ہو گی۔

میرے ملک میں بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ جو اسے آج درپیش ہے وہ سیلینیٹی ہے۔

اگر وہ سیلینیٹی کو ختم کرنے کے جتنے اخراجات کو خاصا زیادہ کم کر دیں اور سیلینیٹی کو مستقبل میں کنٹرول کرنے کی بات کریں تو حکومت کو ۶۰۰ ملین روپے بچ جائیں گے۔ اس مسئلے کا حل میرے خیال میں یہ ہے کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اچھے سے اچھے طلباء کو جو فرسٹ کلاس پوزیشن بیالوجی باٹنی اور متعلقہ مضامین میں حاصل کرتے ہیں (پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں سے) تو ان کو باہر کے دنیا بھر کے منتخب اداروں میں بھیجا جائے کہ وہ وہاں جا کر سیلینیٹی پر تحقیق کریں۔

جہاں تک شجرکاری کے سلسلے میں تحقیق کا تعلق ہے خاص طور پر نمکین پانیوں میں اور شجرکاری جو سیلز میں کی جاتی ہے اس پر ابھی تک بہت کچھ معلوم ہونے والا ہے۔ ۱۹۹۹ء کے آخیر تک اگر ہم ایک ہزار ملین ایکڑ ایسا رقبہ جو سیلینیٹی زدہ ہے۔ سیلینیٹی کو دور کئے بغیر اس میں درخت لگا لیں تو پاکستان کو ۶۵۰ ہزار ملین روپیہ ہر سال مل جائے گا اور اسی وجہ سے ہماری تعلیم کو نسبتاً زیادہ رقم ملنی چاہیئے۔

زرخیز زمینیں ہمارا اس سے بہت بڑا اثاثہ نہیں ہیں۔ جتنا کہ ہمارے محنت کش اعلیٰ سائنسی دماغ، دفتروں میں کام کرنے والے تجارت، بینکنگ اور دیگر پیشہ ور لوگ اگر ہماری حکومت اقتصادیات کے زرعی نظریہ کو بدل دے اور اسے محنت مزدوری کے ساتھ منسلک کر دے اور ان کے لئے بہتر حالات پیدا کئے جائیں تا کہ ان کی کارکردگی بہتر ہو تو پاکستان کو مزید ۱۱ فی صد جی۔این۔پی ہر سال مل سکتا ہے اور اس کے علاوہ ۲۳ فی صد زائد بیرونی ممالک سے آنے والی رقوم کے ذریعہ ۱۹۹۴ء میں مل سکتی ہے۔ ۳۳۶ ہزار ملین روپے ہر سال ملنے والی بات ہے۔ پاکستان کے تین دریا کالام، کاغان، کنہار میں پانی ۸۰ سے ۱۳۰ کے ایم پہاڑوں میں بہتا ہے اور ہر دس کلومیٹر میں یہ پانی دو سے ۲.۵ ڈگری کے سلوپ پر گرتا ہے اور بعض دفعہ یہ عمل ایک کلومیٹر میں ہی ہوتا ہے۔ ۱۹۶۶ء کے دوران اور اس کے بعد ایک دفعہ پھر ۱۹۸۲ء میں ایک روسی ہائیڈرالک انجینئر جو ایک خاص پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے نے ۶۰ ایسے مقامات کی نشان دہی کی جہاں پانی کا فلو اتنی ہائیڈرالک ولاسٹی پیدا کر رہا تھا جس سے ۱۸۰ ٹربائن چلائی جا سکتی تھیں جن سے ۲۰۰۰ میگا واٹ بجلی پیدا کی جا سکتی تھی۔ اب حالات بدل جانے کے بعد بھی حکومت اس پراجیکٹ میں صرف سلائیڈنگ ڈورز اور پری ویلڈڈ ٹنلز کا استعمال کر سکتی ہے۔

اس بات کا امکان ہے کہ یہ تنصیبات تین سال کے اندر اندر پاکستان کے لئے ۲۰۰۰ میگا واٹ بجلی خاصی کم قیمت پر مہیا کریں گی اور اسطرح ۶۰۰۰ ملین روپیہ سالانہ ہاتھ لگے گا (اس میں سے بجلی کی چوری اور دیگر واجبات نکال دئے جائیں) قدرت نے صرف تین ملکوں کو خوبصورتی کے عجائبات سے نوازا ہے۔ پاکستان ان میں سے ایک ہے کینیڈا میں نیاگرا فال۔ نیپال میں ماونٹ ایورسٹ اور پاکستان میں سندھ ڈیلٹا۔ جہاں پانچ دریا آپس میں ملتے ہیں۔ اگر حکومت ۵۰۰۰ ملین روپیہ ہر سال اس شمالی پہاڑی علاقے پر صرف کرے تو وہاں کی انتہائی سبز وادیاں اور گہری نیلی جھیلیں اور سندھ کا ڈیلٹا وہاں پر ہالیڈے سائٹس، سیاحت، ہوٹلز سڑکیں، ہائی ویز بنائے جا سکتے ہیں۔ اس سے ہم نہ صرف نئے شہر آباد کر لیں گے اور تجارتی کمپلیکسز بھی جن سے موجودہ بڑے شہروں پر سے آبادی کا دباؤ کم ہو سکے گا بلکہ دس ہزار ملین روپیہ بچایا جا سکے گا۔

وزیر خزانہ نے کئی کمیٹیاں مقرر

باقی صٹ پر

Budget — what it lacked

I have heard Federal Finance Minister Sartaj Aziz presenting the Budget in the National Assembly and have read reports of his Press conference and comments. I fail to find reason as to how a technocrat of his understanding could not focus the real causes of delay in our economic growth.

Mr Nawaz Sharif has been telling the nation time and again that Pakistan is entering into 21st century with confidence and therefore, I was expecting him to present the nation with a revolutionary budget. His budget is certainly not revolutionary, for example:-

• If Pakistan completes the inter-state motorway in time and links it with the internationally acceptable neutral port of Gawadar, the country shall earn each year Rs 540,000 millions through its share of the freight charges on goods exported each year by the States of the former USSR to the countries of the Indian ocean and the Arabian Sea. There is no other alternative because geographically this shall be the shortest route. The earning from one source alone shall be more than the whole budget.

• Very few people in my country know that the biggest problem which Pakistan is facing today is salinity and water-logging. If he cuts down his expenses drastically on eradication of salinity and use the words control of a salinity in future instead of eradication, the government will save at least 600 million rupees. My solution to the problem is that the government should pick up every student who secures first class first position in Microbiology, Botany and allied subjects from all universities of Pakistan and send them to selected institutes of the world with a mission to research on how to use salinity.

The research on plantation in salt water and plantation with cells is on the verge of a breakthrough. By the end of 1999 if we manage to recultivate 1000 million acres of salinity affected land without eradicating salinity, Pakistan shall easily generate 650,000 million rupees additionally, each year, and this need increasing of allocation for education head proportionately.

• The rich and fertile lands are no bigger assets than the most hard-working labour, the highest scientific brain, banking, commercial and professional talent of Pakistanis. If our government change its concept of economy from agriculture to labour-based and provide better working and research atmosphere, Pakistan can receive an increase of 11 per cent GNP each year and 23 per cent on foreign remittances during 1994. An improved relativity between movements can yield 336,000 millions rupees each year additionally.

• Pakistan has three rivers Kalam, Kaghan and Kunar where water flows from 80 to 130 km in the mountains and drops at an angle of 2-2.5 degree at every 10 km and sometimes at every 1 km. During 1966 and again in 1982, a Russian hydraulic engineer, while preparing economic feasibility of Nephyline Cinite project calculated and earmarked 60 points where the flow of water was producing enough hydraulic velocity to drive a total of 180 turbines to produce 2000 mg/watt of electricity. Now owing to changed circumstances, the government may exclude the Nephyline Cinite Section from the project and apply the technology of installing sliding doors, pre-welded tunnels. It is possible to complete the instalations within three years from the date of the first test. Pakistan can generate 2000 mg/watt of cheap electricity to earn 6000 million rupees a year — electricity theft and other liabilities excluded.

• Nature has gifted only three countries with wonders of beauty. Pakistan happens to be one of them. Niagra Fall of Canada, Mount Everest of Nepal and the Sindh Delta of Pakistan, where five rivers merge into one.

If the government spend 5,000 million rupees each year on the gorgeous northern mountains, their lush green valleys, deep blue lakes and on Sindh delta in the south through clean, honest and uncorrupt hands to develop holiday sites, tourism, hotels, roads and highways, we shall not only create new cities, towns and commercial complexes to relieve pressure on over-populated big cities, but also generate 10,000 million rupees on combination and permutation basis.

• The Finance Minister has appointed many committees to supervise revenues and taxation, if he just studies and applies the procedure of awarding tenders as evolved by the Chairman, Pak Steel or a procedure similar to the one he has evolved and legislate on federal basis the appointing of monitored committees of experts with powers to inspect investigate and award and whose record is constantly compared on computerised data made under a foolproof system, he can save from his own present budget 20 per cent of kickbacks and after adding 2 per cent to allow for corruption, the saving can be of 45,000 millions rupees easily.

• One of the foremost important factor affecting our national economy is the population explosion, which he did not touch at all and which also should have received his careful attention.

If our National Assembly gives considerations to the hitherto untouched sources of generating money, stops human smuggling in Pakistan, learns how to tolerate others and undertake research and discover, we can make Pakistan the richest country in the region.

ATA ULLAH ZIA
Karachi

DAWN MONDAY, JUNE 28, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۸۹۵۳ و

MRS. YULIA ROS ENDAH W/O ASEP MISBAH RASYID پیشہ درزی عمر ۲۹ سال بیعت ۱۹۸۴ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳-۶-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ۳۵ مربع میٹر واقع انڈونیشیا مالیتی RP ۲۰.۰۰۰.۰۰۰/- (۲) سلائی مشین اور اوزار مالیتی RP ۲۰۵۰۰.۰۰۰/- (۳) حق مہر RP ۱۰۰.۰۰۰/- کل جائیداد مالیتی ۲۰.۶۰۰.۰۰۰/- RP۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰.۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ٹیلرنگ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MRS. YULIA ROS ENDAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ ASEP MISBAH RASYID آف انڈونیشیا خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ AHMAD SYOEKRONO آف انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۴ و

MISS SITI KOMARIAH D/O IKIN SODIKIN پیشہ ٹیلرنگ عمر ۳۱ سال بیعت ۳-۸-۱۹۷۹ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹-۶-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت مجھے کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۴۵ گرام مالیتی RP ۹۹۰.۰۰۰/- (۲) سلائی مشین مالیتی ۱۱۰.۰۰۰/- RP کل جائیداد مالیتی ۱.۱۰۰.۰۰۰/- RP۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰.۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ٹیلرنگ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MISS SITI KOMAHIAH انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱۔ RADEN RIDHOAN آف انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ IKIN SODIKIN والد موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۵ - و

MRS. R. TATI ROWIYAH W/O TB. E DJUANSYAH پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۶۳ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین برقبہ ۲۰۲ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا کا ۱/۸ حصہ مالیتی ۱.۸۷۵.۰۰۰/- RP (۲) سلائی مشین مالیتی RP ۵۰.۰۰۰/- (۳) حق مہر RP ۵۰.۰۰۰/- کل مالیتی RP ۱.۹۷۵.۰۰۰/-۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۰.۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MRS R. TATI ROWIYAH انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱۔ E. DYMYATI آف انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ NANDANG THURIATNA آف انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۶ و

MISS DEUY RESMIATY FATIMA D/O A. HIDAYAT KOMARUDIN پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال بیعت ۲۰-۴-۹۱ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳-۷-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے طلائی بالیاں ۲ گرام مالیتی ۴۴.۰۰۰/- RP۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MISS DEUY RESMIATY FATIMA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ RD. RIDHOAN آف انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ اے ہدایت قمر الدین والد موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۷ و

DRA. TUTI SUSILAWATI MRS. WIDOW OF DRS. HADI RUSYADINATA پیشہ ملازمت عمر ۳۹ سال بیعت ۱۹۸۰ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶-۷-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان نمبر ۷ AH واقع جابر انڈونیشیا مالیتی ۱۰.۰۰۰.۰۰۰/- RP (۲) حق مہر ۱۰۰.۰۰۰/- RP۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۲۵.۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ DRA. TUTI SUSILAWATI MS انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ RD. RIDHOAN ETH آف انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ S. RIZA آف انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۸ و

MISS. AMTY. NURHAYATI D/O A. HIDAYAT KOMARUDIN پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال بیعت ۲۰-۴-۹۰ ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲-۷-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی بالیاں وزنی ایک گرام مالیتی ۲۳.۰۰۰/- RP (۲) طلائی نیکلس وزنی ایک گرام مالیتی ۲۲.۰۰۰/- RP اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰۰۰/- روپے ماہوار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MIS AMTY NURHAYATI انڈونیشیا گواہ شد نمبر۱۔ RD RIDHOAN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ DEVY RESMIATY.F برادر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۹۵۹ - 9

MRS. YAYAH WIFE OF A. SYAFEI پیشہ ملازمت عمر ۵۲ سال بیعت ۱۹۷۸ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۹-۱۳۷۰/۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین برقبہ ۱۴۰۰ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی /۶۰۰۰۰۰۰ RP (۲) حق مہر /۸۵۰۰۰ RP۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۵۰۰۰۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MRS. YAYAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ A SYAFEI خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ YANI SUPRIAN - TINI B.A برادر موصیہ۔

بقیہ: صفحہ ۵

کی ہیں تاکہ وہ ریونیو اور ٹیکسیشن کو بہتر بنا سکیں۔ اگر وہ مرق ٹنڈر

دینے کے سلسلے کا ہی مطالعہ کرتے جیسا کہ چیئرمین پاک سٹیل نے کیا ہے۔ یا اس قسم کا کوئی اور تنظام قائم کر لیا جاتا اور وفاقی لیجسلیٹو کے ذریعے ماہرین کی کمیٹیاں مقرر کی جاتیں، جنہیں یہ اختیار دئے جاتے کہ وہ وفاقی سطح پر قوانین بنائیں اور ان کے باقاعدہ کمپیوٹرائزڈ مقابلے بھی کرتے رہیں۔ اس طرح وہ اپنے موجودہ بجٹ سے ۲۰ فی صد رقم بچا سکتے تھے اور اس پر ۴۰ فی صد کرپشن کا زائد کر لیجئے اور اس طرح ۵۰۰۰،۸۰ ملین روپے بن جاتے ہیں۔ قومی اقتصادیات پر سب سے زیادہ موثر ہونے والے عوامل میں سے ایک آبادی کا مسئلہ بھی ہے جس کو انہوں نے چھیڑا ہی نہیں۔ حالانکہ اسکی طرف بھی پوری توجہ دی جانی چاہئے تھی۔ اگر ہماری قومی اسمبلی اوپر بیان کی گئی۔ ان باتوں کی طرف توجہ دیتی جن کا ان کے ہاں ذکر بھی نہیں ہے۔ انسانی سمگلنگ کو روکے اور یہ بات سیکھے کہ دوسروں کو کس طرح برداشت کرنا ہے اور تحقیق کا کام شروع کر دے تو ہم پاکستان کو اس علاقے کا سب سے زیادہ اہم ملک بنا سکتے ہیں۔

یہ خط کراچی سے لکھا گیا۔

بقیہ: صفحہ ۳

کہ افسر نے نہ غصے کا اظہار کیا۔ نہ ملازمت سے نکال دینے کی دھمکی دی نہ کوئی سزا تجویز کی۔ لالہ صاحب نے فقط اتنا کہا منشی صاحب آپ کو مرزا صاحب نے روک لیا ہو گا۔ حضرت منشی صاحب نے اثبات میں جواب دیا اور لالہ ہرچرن داس یہ کہہ کر خاموش ہو گئے "ان کا حکم مقدم ہے" (اللہ تعالیٰ پاک ہے) ایک ہندو حاکم پہ دعا سے کچھ ایسا جادو چل جاتا ہے کہ نہ برہم ہوتا ہے نہ دھمکی دیتا ہے نہ سرزنش کرتا ہے بلکہ ایک دو لفظی بات پہ بات ختم ہو جاتی ہے

اخلاص و ایثار کا ایک اور واقعہ سنئے حضرت منشی صاحب حضور کے پاس تشریف فرما ہیں۔ حضور قدرے متردد و فکرمند نظر آتے ہیں۔ منشی صاحب اس محبوب چہرے پہ فکر کی ہلکی سی پرچھائیں دیکھ کر فکرمند ہو جاتے ہیں۔ بے تاب ہو جاتے ہیں مگر ادب مانع ہے کہ کرید کی جائے۔ حضور خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ رقم کی ضرورت آن پڑی ہے۔ ایک اشتہار چھپوانا ہے غالباً ۶۰ روپے درکار ہوں گے۔ منشی صاحب سے فرماتے ہیں۔ کیا کپور تھلہ کی جماعت فوری طور پر بندوبست کر سکے گی۔

یہ سننا تھا کہ منشی صاحب کے چہرے سے تردد کے آثار غائب ہو جاتے ہیں بلکہ ایک جوش اور جذبہ سے چہرہ کھل اٹھتا ہے یہ تو ایک قربانی کا موقعہ مل رہا ہے۔ عزت افزائی کے لئے مجھے منتخب کیا جا رہا ہے۔ ایک سعادت نصیب ہو رہی ہے جو یقیناً خوش بختی کا باعث ہو گی۔ وہ تو ان عاشقان (۔) کے زمرہ میں ہیں جو منتظر رہتے ہیں کہ کب خدمت کا موقع ملے۔ کوئی ارشاد ملے اور اسے بجالائیں کوئی حکم ہو تو اس کی تعمیل کریں سو اِس ارشاد پہ تڑپ اٹھتے ہیں اور بخوشی تعمیل ارشاد کی حامی بھر بھاگم بھاگ کپور تھلہ کو چل دیتے ہیں۔ مگر یہاں تو نہ کوئی بینک بیلنس ہے نہ گھر میں اتنی رقم موجود۔ جماعت کے دوسرے افراد سے بات اس لئے نہیں کرتے کہ کہیں تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو جائے اپنی پریشانی کا ذکر اپنی شریک حیات سے کرتے ہیں اور وہ اللہ کی پیاری اپنا زیور نکال لاتی ہے۔ لیجئے اسے بیچئے اور ضرورت پوری کیجئے۔ مسئلہ حل ہو گیا۔ ساٹھ روپے باآسانی وصول ہو گئے۔ اسی تیزی سے قادیان پہنچتے ہیں اور یہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ حضور دعا دیتے ہیں۔ جماعت کپور تھلہ کے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ رقم غالباً جماعت نے پیش کی ہے۔ منشی صاحب یہ اظہار نہیں کرتے کہ یہ قربانی فرد واحد کی ہے تا اس ثواب میں سب دوست شریک ہو سکیں۔ یہ تھا ان فدائیان کا اظہار عقیدت اور قربانی کا ایک رنگ۔ اب ایک دوسرا رنگ ملاحظہ فرمائیے۔ قربانی کرنے کا شوق اور اس سے محروم ہونے پہ گرد ملال۔ حضرت منشی صاحب کے ایک ساتھی منشی روڑے خاں صاحب سے جب حضور نے جماعت کپور تھلہ کی قربانی کا ذکر فرمایا تو پہلے تو وہ متعجب ہوئے اور پھر اپنے دوست منشی صاحب سے ناراض اور وہ ناراضی اس بات پہ انہیں قربانی کرنے سے محروم کیا گیا اور اس طرح وہ ثواب سے محروم ہو گئے۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ وہ فدائی لوگ تھے جو (حضرت بانی سلسلہ) کو عطا ہوئے۔ ذرا غور فرمائیے کہ حضرت صاحب جماعت سے امداد طلب فرماتے ہیں مگر ایک اکیلا شخص اور غریب شخص اٹھتا ہے اور جماعت سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا زیور فروخت کر کے اس رقم کو پورا کرتا ہے اور پھر حضرت صاحب کے سامنے رقم پیش کرتے ہوئے یہ ذکر نہیں کرتا کہ یہ رقم میں دے رہا ہوں یا کہ جماعت تاکہ حضرت صاحب کی دعا ساری جماعت کو پہنچے اور اس کے مقابل پر دوسرا فدائی یہ معلوم کر کے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور میں اس خدمت سے محروم رہا۔ ایسا پیچ و تاب کھاتا ہے کہ اپنے دوست سے چھ ماہ ناراض رہتا ہے کہ تم نے حضرت صاحب کی اس ضرورت کا مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا۔۔ یہ وہ عشاق کا گروہ تھا جو احمدیت کے آسمان پر ستارے بن کر چمکا۔"

یہ تھے وہ فدائی جو اپنا سب کچھ لٹا دینے میں ایک راحت محسوس کرتے۔ یہ تھے وہ عشاق جنہوں نے ایک ہی جست میں عشق کی تمام منازل طے کر لیں۔ مگر اس جذبہ کا اظہار یکطرفہ نہ تھا۔ دوسری جانب سے بھی ان پہ لطف و کرم کی بارش رہی۔ چاہت و محبت سے نوازے گئے۔ التفات و انعامات سے سرفراز ہوئے۔ حضرت منشی صاحب کو ایک بار حضور نے فرمایا

"آپ اور میں کوئی دو تو نہیں" یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جو ایک عظیم شخصیت ایک عظیم انسان کو دے رہی ہے۔ اسی پیار کا ایک چھوٹا سا واقعہ سنئے۔ منشی صاحب قادیان سے رخصت ہو رہے ہیں حضور سے اجازت چاہتے ہیں۔ متبسم لب اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔ نیم باز آنکھیں پیار نچھاور کر رہی ہیں۔ ایک مخلص دوست ایک فدائی۔ ایک پیارے ساتھی وقتی طور پر رخصت ہو رہے ہیں۔ آقا اپنے خادم کو اپنی محبت کے انعام سے نوازنا چاہتے ہیں۔ سو حضور گھر کے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اپنے پیارے ساتھی کو اپنے دست مبارک سے انعام پیش کرتے ہیں۔ تازہ دودھ سے بھرا ہوا ایک گلاس۔ بھلا اس دودھ کی شیرینی کیسے بھلائی جا سکتی ہے کہ اس میں چاہت کی مٹھاس ہے۔ محبت کی شیرینی ہے مگر حضور اس پہ اکتفا نہیں کرتے۔ اپنے رخصت ہونے والے ساتھی کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔ کچھ لمحے ایسے دوستوں کے ساتھ اور گزر جائیں گے۔ جانے والے کی عزت افزائی ہو جائے گی اور یہ چند قدم نہیں بلکہ کوئی چار یا پانچ میل تک حضور منشی صاحب کے ساتھ جاتے ہیں اور پھر نہر پہ پہنچ کر انہیں رخصت کرتے ہیں کیا دلداری ہے! کیا شفقت کا اظہار کتنی محبت تھی اس آقا کو اپنے جاں نثاروں سے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۲۔ جولائی۔ بادلوں اور ٹھنڈی ہوا سے موسم بہتر ہے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف کا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خطاب جس کا دو دن سے بار بار اعلان ہو رہا تھا اچانک ملتوی کر دیا گیا۔ اب یہ خطاب منگل کی شب آٹھ بجے ہو گا۔ وزیراعظم نے کابینہ اور پارلیمانی پارٹی کے ہنگامی اجلاس پیر کی صبح طلب کر لئے ہیں۔ وزیراعظم سیاسی صورتحال اور اس کے پس پردہ محرکات کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو اعتماد میں لیں گے۔ صدر کے مواخذہ کی تجویز بھی زیر غور آنے کا امکان ہے۔ یہ بھی خیال ہے کہ وزیر اعظم کی تقریر اے پی سی کے فیصلوں کے انتظار میں ملتوی کی گئی۔ ایک اور رائے کے مطابق یہ خطاب صدر، وزیراعظم اور اپوزیشن میں مصالحت کرانے والے حلقوں کی مداخلت پر مؤخر کیا گیا ہے۔

○ صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے کہا ہے کہ دستور سے انحراف کی ہر کوشش کے باعث بحران شدت اختیار کرے گا۔ انہوں نے پنجاب اسمبلی کے سپیکر اور دیگر لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا کہ جب ہر کسی کی آئینی حیثیت کے بارے میں شکوک کا اظہار کیا جائے تو مسائل کے حل کا واحد راستہ انتخابات ہی ہوا کرتے ہیں۔

○ لانگ مارچ فوری طور پر شروع کرنے کی صورت میں پنجاب حکومت نے سارا خرچہ برداشت کرنے کی پیشکش کی ہے۔ آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس لاہور میں پنجاب پولیس اور کمانڈوز کے سخت پہرے میں ہوا۔

○ وزیراعظم نے گذشتہ روز لاڑکانہ کے قریب فتح پور کے علاقے میں مختلف دیہاتی متاثرین کو ۲۷ لاکھ روپے کے چیک دیئے۔ ان کی جھونپڑیوں کو آتش زدگی سے نقصان پہنچا تھا۔

○ چشمہ کے مقام پر ایٹمی پاور پلانٹ کی تعمیر کے منصوبے پر کام شروع ہو گیا ہے۔ ایٹمی تحفظ اور ریڈی ایشن سے بچاؤ کے ڈائرکٹوریٹ نے اجازت نامہ جاری کر دیا ہے۔

○ بارشوں کی وجہ سے بجلی کی پیداوار کی صورتحال بہتر ہو گئی ہے۔ لہٰذا ایک دو دن میں لوڈشیڈنگ ختم کر دی جائے گی۔

○ پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف چوہدری پرویز الٰہی نے الزام لگایا ہے کہ پنجاب کے گورنر اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو وفاق سے الگ کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ جب تک ضیاء ازم ختم نہیں ہو گا حالات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ انہوں نے "ضیاء الحق جلد زندہ نظر آئے گا" والے بیان کی تردید کر دی ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کی دوبارہ "تحلیل" کے خلاف رٹ درخواست کی سماعت کے دوران حکومت کے وکیل مسٹر اعجاز بٹالوی نے کہا ہے کہ فیصلہ دینے کے بعد وہی عدالت کسی تنازعہ کی دوبارہ سماعت نہیں کر سکتی۔

○ نیپال کے وزیراعظم نے اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دے دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کا احتجاج درست نہیں ہے۔ میں استعفیٰ نہیں دوں گا۔

○ فلسطینی چھاپہ ماروں نے اسرائیلی فوجی ہیڈ کوارٹر پر راکٹوں سے حملہ کر دیا۔ وزیراعظم اسحاق رابن حملے سے بال بال بچ گئے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین نے ۳۴ بھارتی فوجیوں کو گولیوں سے اڑا دیا ۸ بنکر تباہ کر دیئے۔ فوج نے ۵۰ دیہات کا محاصرہ کر لیا ہے۔

○ بنگلہ دیش کی وزیراعظم مسز خالدہ ضیاء پر بھی مڈٹرم الیکشن کروانے کے لئے دباؤ بڑھ گیا ہے۔ حزب اختلاف نے ان کے خلاف ملک گیر مظاہروں کی دھمکی دے دی ہے۔ بعض سرکردہ وزراء پر کرپشن کے الزامات کے بعد ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے۔

○ سعودی عرب کی سرحد کے قریب عراقی فوج کی دوبارہ فائرنگ کے واقعے سے سلامتی کونسل کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

○ سراجیوو میں انصار برنی ٹرسٹ کے ۷ رضاکار گولہ باری سے شہید ہو گئے۔

○ وفاقی حکومت نے پارلیمنٹ کی قرارداد کے بارے میں سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے تک پنجاب حکومت کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرنے کی یقین دہانی کروا دی۔ یہ یقین دہانی لاہور ہائیکورٹ میں پنجاب اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر عثمان عباسی کی رٹ پر سماعت کے دوران اٹارنی جنرل نے کی۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے ۱۶ ر جولائی کو لانگ مارچ کا اعلان کر دیا ہے۔ اے پی سی کی دوسری جماعتوں کا اصرار تھا کہ احتجاج آج یا کل ہونا چاہیئے۔ جبکہ محترمہ بینظیر بھٹو کا مؤقف تھا کہ ہمیں "غیر سیاسی مداخلت" سے بچنا چاہیئے۔

○ ائیر مارشل اصغر خان نے کہا ہے کہ اے پی سی کسی غلط فہمی میں نہ رہے فوج صرف نواز شریف کو ہی نہیں پکڑے گی بلکہ کسی جماعت کو نہیں چھوڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ اس بار لانگ مارچ کے نتیجے میں فوجی مداخلت کا شدید خطرہ ہے انہوں نے کہا کہ "رانگ مارچ" میں شریک ہو کر جمہوریت کے قتل کی سازش میں شریک نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر سب متفق ہو جائیں تو نگران وزیر اعظم بننے کو تیار ہوں۔ ایسے الیکشن کرواؤں گا کہ لوگ یحییٰ خان کے انتخابات کو بھول جائیں گے

بقیہ: صـ۱

اٹھائے گا اور بغاوت کرے گا اور خود اپنے مالک کو ہلاک کر دے گا۔

(فرمودہ ۹ اپریل ۱۹۹۳ء)

کیوریٹو سسٹم

ے آپ کیا کیا فائدے حاصل کر سکتے ہیں؟

لٹریچر مفت

ایک روپے کا واپسی ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون آفس 771 کلینک 606

روائتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

پروپرائیٹر:۔ حنیف احمد کامران

فون:۔ ۶۴۹ ۔ ۰۴۵۲۴

سوزوکی کار برائے فروخت

ماڈل ۱۹۹۰ء رنگ سفید

رابطہ: چوہدری افتخار دفتر اسٹیٹ لائف اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

فون ۴۱۸

راولپنڈی اسلام آباد میں معیار اور کفایت کے لئے فریج، فریزر، کوکنگ رینج، گیزر، واشنگ مشین، ہیٹر، چولہے اور پنکھے۔

احمد برادرز

شہناز پلازا چاندنی چوک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

فون ۴۲۰۹۵۸

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجیئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر

۱۰۔ بلال مارکیٹ (اقصیٰ روڈ) نزد ریلوے کراسنگ ربوہ

فون گھر: ۴۳۱ ۔ آفس: ۵۲۱